مجموعۂ

رسائل امام شاہ ولی اللہؒ

حجۃ اللہ البالغہ حصہ دوم کے جمیع

دینی، فقہی، معاشی، سیاسی، سماجی مباحث پر مشتمل

جلد پنجم

تحقیق و تعلیق

مولانا مفتی عطاء الرحمن قاسمی

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی

مجموعۂ

رسائل امام شاہ ولی اللہؒ

حصہ پنجم

(نعمۃ اللہ البالغہ ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ حصہ دوم کے
دینی، فقہی، معاشی، سیاسی، سماجی مباحث پر مشتمل)

ترتیب وتقدیم

مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی

نام کتاب : مجموعۂ رسائل امام شاہ ولی اللہ جلد پنجم
مرتبہ : مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی
قیمت : ۳۰۰
سن اشاعت : جنوری ۲۰۱۵ء
تعداد : ۵۰۰
کمپوزنگ : ریاض احمد
مطبع : نیو پرنٹ سنٹر، دریا گنج، نئی دہلی
ناشر : شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، مسجد کاکانگر، ڈاکٹر ذاکر حسین مارگ
کاکانگر نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۳

بہ تعاون قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

Title : Majmua Rasail-e-Imam Shah Waliullah-V
Editing : Maulana Mufti Ataur Rahman Qasmi
First Edition : January 2015
Price : 300
ISBN : 978-93-84153-01-4
Composing : Riyaz Ahmed

Published by

Shah Waliullah Institute
Masjid Kaka Nagar, Dr. Zakir Husain Marg,
Primary School) Kaka Nagar, New Delhi-110 003
Ph.: 011-26953430,-Mob.9811740661
website: www.shahwaliullah.com
Email: shahwaliullah_institute@yahoo.in

بالاستیعاب بیان کرنا ہم کو مقصود نہیں ہے، واللہ الموفق و المعین و الیہ المرجع و المآب۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور خصائل کا بیان

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی، آپ عرب کے اس قبیلہ میں پیدا ہوئے جو نسب میں سب سے افضل اور شجاعت میں سب سے قوی اور سخاوت میں سب سے زیادہ فیاض اور زبان میں سب سے زیادہ خوش بیان اور فہم میں دانشمند تھا اور اسی طرح انبیا علیہم السلام اپنی قوم میں اعلیٰ نسب ہوتے ہیں کیونکہ لوگ سونے اور چاندی کی کانوں کے مثل ہوتے ہیں اور اخلاق حمیدہ انسان کو اپنے آبا واجداد کی طرف سے ملا کرتے ہیں اور نبوت کے وہی لوگ مستحق ہوتے ہیں جو اخلاق میں کامل ہوتے ہیں اور انبیا کی بعثت سے اللہ کی مراد یہ ہوتی ہے کہ حق ظاہر ہو جائے اور ان کے سبب سے کج رو فرق راستی پر آ جائے اور اللہ تعالیٰ ان کو لوگوں کا امام بناتا ہے اور اس منصب کے لئے زیادہ مناسب وہی ہوتے ہیں جو اعلیٰ نسب رکھتے ہوں، اور اللہ کے حکم میں لطف ملحوظ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں رسالت کو رکھتا ہے'' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم صورت اور سیرت میں معتدل تھے میانہ قد تھے نہ زیادہ طویل اور نہ کوتاہ، سر کے بال نہ بالکل پیچیدہ تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ بین بین تھے اور نہ آپ بہت موٹے تھے اور نہ آپ کا چہرہ بالکل گول تھا بلکہ چہرہ میں کسی قدر گولائی تھی، سر بڑا، ریش مبارک دراز، ہاتھ اور پاؤں پر گوشت، رنگ سفید، سرخی مائل اعضا میں فربہی زور اور باہ میں قوی، لہجہ سب لوگوں سے زیادہ پر صداقت اور طبیعت نہایت نرم تھی جو شخص دفعتہً آپ کو دیکھتا تھا اس کو ہیبت ہوتی تھی اور جب جان کر آپ سے ملتا جلتا تھا تو آپ پر فدا ہو جاتا تا باوجود بزرگی کے نہایت خاکسار اپنے گھر والوں اور خادموں پر نہایت نرم دل تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک آپ کی خدمت کی لیکن آپ نے کبھی ان کو اُف تک نہ کہا نہ کبھی یہ کہا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا یا کیوں نہیں کیا، اہل مدینہ کی کوئی باندی آتی اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی، اپنے اہل کی خدمت خود کر دیا کرتے تھے آپ کی زبان میں نہ فحش تھا نہ لعنت گر، اور نہ گالی دینا کپڑا جوتا خود سی لیا کرتے اور اپنا کپڑا خود سی لیا کرتے، بکری کا دودھ خود دوھ لیا کرتے اس کے باوجود آپ بڑے اولوالعزم تھے کوئی شئے آپ کو مغلوب نہ کر سکتی تھی اور کوئی

مگر آپ ان سب مصائب کو نہایت استقلال سے برداشت کرتے مسلمانوں کو فتح کی بشارت سناتے اور کافروں کو شکست کا خوف دلاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہاں کے لوگ جماعتوں سے بھاگ جائیں گے" اس کے بعد ان کا تعصب اور بھی زیادہ ہو گیا پس انھوں نے باہم قسمیں کھائیں، مسلمانوں کو اور بنی ہاشم اور بن عبدالمطلب کو جو ان کے ہمدرد ہیں، خوب تکالیف پہنچائی جائیں۔ اس وقت مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایت ہوئی، وہاں ان کو وسعت کبریٰ پہلے کسی قدر وسعت و کشادگی ہو گئی پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے چچا حضرت ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔ اور بنو ہاشم کی طاقت منتشر ہو گئی تو اس کی وجہ سے آپ بے چین ہو گئے اور اجمالی طور پر آپ کے دل میں یہ القا ہوا تھا کہ ہجرت سے آپ کی شان بلند ہو گی اس واسطے آپ نے اپنے خیال و فکر سے ہجرت کا قصد فرمایا پس آپ کا خیال کبھی طائف کی طرف کبھی یمامہ کی طرف الغرض ہر طرف توجہ و میلان ہوا پس آپ عجلت کر کے طائف کی طرف تشریف لے گئے وہاں آپ نے سخت تکالیف اٹھائیں اس کے بعد بنو کنانہ کی جانب تشریف لے گئے لیکن وہاں بھی کوئی خوشی کی بات نہ دیکھی تب زمعہ کے عہد میں پھر مکہ واپس آئے اور آیت نازل ہوئی "اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر اس کا یہ حال تھا کہ جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں وسوسہ ڈال دیتا تھا" آپ کی آرزو یہ تھی کہ جن امور کو اپنے نفس میں غور کرتے تھے ان کے موافق وعدوں کے پورا ہونے کی خواہش رکھتے تھے اور شیطان کا وسوسہ ڈالنا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے خلاف ہو اور اس کا نسخ یہ ہے کہ حقیقت حال کا انکشاف ہو اور آپ کے دل سے اس خیال کا ازالہ ہو اور آپ کو رات میں مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی آپ تشریف لے گئے اور یہ سب باتیں جسم کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئیں لیکن یہ واقعہ ایک ایسے مقام میں ہوا جو عالم مثال اور عالم شہادت کے درمیان برزخ کی طرح ہے جس میں دونوں کے احکام جمع تھے پس جسم پر روح کے احکام ظاہر ہوئے اور روح اور روحانی امور اجسام کی صورت میں بن گئے اسی لئے ان واقعات میں سے ہر واقعہ کی ایک تعبیر ہے، حضرت حزقیل اور حضرت موسیٰ وغیرہ انبیا علیہم السلام کو بھی اسی قسم کے

واقعات ظاہر ہوئے تھے اور اولیا امت کو بھی ایسے امور پیش آتے ہیں تا کہ اللہ کے نزدیک ان کے برتر مقامات کی حالت ایسی ہو جس طرح ان کی حالت خواب میں ہوتی ہے، واللہ اعلم۔

شق صدر اور ایمان سے اس کو پر کر دینے کی حقیقت انوار ملکیت کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب ہونا اور طبیعت کی آگ کا فرو ہو جانا اور طبیعت کا اس قابل ہو جانا ہے کہ جو کچھ حظیرۃ القدس سے اس پر فائض ہو اس کو مطیعانہ اخذ کرے اور براق پر سوار ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کے روح ہوائی پر جس میں کمال حیوانی ہوتا ہے نفس ناطقہ کا غلبہ ہو گیا پس آپ براق پر اس طرح سوار ہوئے جس طرح آپ کے نفس ناطقہ کے احکام بہیمیت پر غالب آئے اور اس پر مسلط ہو گئے، اور آپ کا مسجد اقصیٰ کی طرف سیر کرنا اس وجہ سے تھا کہ وہ مسجد شعائر الٰہیہ کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے اور عالم بالا کی ہمتیں اس سے متعلق رہتی ہیں اور وہ انبیا علیہم السلام کی توجہات کی آماجگاہ ہے گویا کہ وہ مسجد عالم ملکوت کی کھڑکی ہے اور آنحضرت کا انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرنا اور ان سے مفاخرت کرنا سو اس کی حقیقت یہ ہے کہ حظیرۃ القدس کے ساتھ ان کے ارتباط اور تعلق کی وجہ سے ان سب کا اجتماع ہوا اور انبیا علیہم السلام میں نبوت کے اوصاف کمال جو آپ کے ساتھ خاص تھے ان کا ظہور ہوا اور آپ کا درجہ بدرجہ آسمانوں پر چڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے منزل بہ منزل عرش الٰہی تک ترقی کی اور جو فرشتے وہاں مقرر ہیں اور جو بزرگ انسان ان کے ساتھ جا ملے ہیں ان سب سے تعارف ہوا اور اس تدبیر کا علم حاصل ہوا جس کی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں وحی کی ہے اور آپ نے اس باہم گفتگو کو معلوم کیا جو آسمانوں کے فرشتوں میں ہوتی ہے، اور موسیٰ علیہ السلام کا رونا حسد کی وجہ سے نہ تھا بلکہ وہ رسالت عامہ کے حاصل نہ ہونے کی صورت تھی اور وہ کمال جو ان کو میسر نہ ہوا تھا اور جس کے وہ درپے تھے اس کے باقی رہ جانے کی صورت تھی، اور سدرۃ المنتہیٰ سو وہ وجود کا درخت ہے اور اس کا بعض بعض پر مرتب ہے اور اس کی تمام طاقتیں تدبیر واحد میں اس طرح سے مجتمع ہیں جس طرح درخت میں قوت غاذیہ و نامیہ وغیرہ سب قوتیں مجتمع ہوتی ہیں، اور یہ بات حیوان کی صورت میں اس لئے ظاہر نہ ہوئی کہ مجموعی اور اجمالی تدبیر جو سیاست سے مشابہ اس کے تمام افراد میں عموم اور کلیت ہے اور ایسی حالت کو زیادہ تر مشابہت تمام اشیاء میں درخت سے ہے نہ حیوان سے کیونکہ حیوان میں تفصیلی قوتیں ہیں اور اس میں ارادہ طبعی

سنن وقوانین سے زیادہ صریح اور ظاہر ہے، اور سدرۃ المنتہیٰ کی جڑوں میں سے نہروں کا بہنا سو وہ رحمت ہے جو عالم ملکوت سے عالم شہادت کی جانب جاری رہتی ہے اور اس کا اثر زندگی ہے اور بڑھانا ہے اسی وجہ سے اس جگہ بعض ایسے امور متعین ہوئے جو عالم شہود میں نافع ہیں جیسے نیل اور فرات اور وہ انوار جو سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانکے ہوئے ہیں وہ انتظامات الٰہی اور رحمانی تدبیرات ہیں جو عالم شہود میں اس شئے میں چمکتی ہیں جس میں ان کی استعداد ہوتی ہے اور بیت المعمور کی حقیقت سو وہ تجلی الٰہی کا نام ہے جس کی جانب انسان کے سجدے اور سجدوں کی عاجزانہ حالتیں متوجہ رہتی ہیں جو گھر کی شکل میں متشکل ہوتے ہیں جیسے بنی آدم کے نزدیک خانہ کعبہ اور بیت المقدس ہے۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شراب کا حاضر کیا گیا پس آپ نے دودھ والا پیالہ پسند فرمایا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا فطرت کی جانب آپ کی رہنمائی کی گئی اگر آپ شراب پسند فرماتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کا مجمع اور ان کے ظہور کا منشا ہیں اور آپ کا دودھ کو پسند فرمانا بعینہٖ آپ کی امت کا فطرت کو اختیار کرنا ہے اور شراب کا پسند فرمانا امت کا لذات دنیا کو اختیار کرنا ہوتا اور زبان مجاز سے آپ کو پانچ نمازوں کا حکم ہوا کیونکہ ثواب کے اعتبار سے وہ پچاس ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مراد کو یعنی پچاس کی تعداد کو آہستہ آہستہ واضح کر دیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ تنگی بھی رفع ہوگئی اور نعمت بھی کامل ہوگئی اور یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب اس وجہ سے منسوب ہوئی کہ وہ بہ نسبت اور انبیا کے امت کی اصلاح سے خوب واقف تھے اور ان کو امت کی سیاست کی بڑی پہچان تھی اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب سے مدد طلب کرتے رہے پس اللہ تعالیٰ نے انصار کو اس امر کی توفیق عطا فرمائی اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبار بیعت کی ایک عقبہ اولی میں اور دوسری عقبہ ثانیہ میں اور مدینہ کے ہر ہر گھر میں اسلام داخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ بات صاف طور سے بتلا دی کہ آپ کے دین کی ترقی مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے سے ہوگی تب آپ نے ہجرت کا مصمم ارادہ کر لیا اور قریش مکہ میں عداوت اور بھی زیادہ ہوگئی اور انھوں نے یہ منصوبہ تیار کیا کہ یا تو وہ آپ کو قتل کر دیں یا قید رکھیں یا آپ کو کہیں نکال دیں پس آنحضرت کے محبوب ومبارک اور فتحیاب ہونے کی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور